محترم جناب مفتیان دارالعلوم کراچی

السلام علیکم! کیا فرماتیں ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں۔

مورخہ: ۱۵ ستمبر ۲۰۱۸ء

سوال: مفتی صاحب۔ میت کے غسل کے پانی کے اندر بیری کے پتے جو ڈالے جاتے ہے اس کا کوئی ثبوت حدیث میں ہے اگر نہیں ہے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ و م

سوال نمبر ۲: قبر کے سرہانے مردے کی شناخت کیلئے جو کتبہ لگوایا جاتا ہے اس کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ سرہانے کی طرف قبر کے اوپر لگانا درست ہے یا کچھ فاصلے پر۔ بعض کتب میں قبر کے اوپر لگانے کو مکروہ لکھا ہے

سوال نمبر ۳: قبر کی اونچائی کی مقدار کتنی ہونی چاہیے۔

تحقیقی جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

مستفتی = حافظ دلاور کوہاٹی سکنہ رازگیر ٹانڈہ ضلع کوہاٹ

(تلمیذ حافظ محمد شیراز حقانی)

دارالافتاء
فتوی نمبر ۹۲/۲۰۱۹

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصليا :

(۱)۔۔۔۔میت کے غسل کے پانی کے اندر بیری کے پتے ڈالنا اور اسی پانی سے میت کو غسل دینا، حدیث شریف سے ثابت ہے۔

صحيح البخاري-نسخة طوق النجاة - (۱ / ۱۵۲):

عن أم عطية الأنصارية رضي الله عنها قالت دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم حين توفيت ابنته فقال اغسلنها ثلاثا أو خمسا أو أكثر من ذلك إن رأيتن ذلك بماء وسدر واجعلن في الآخرة كافورا أو شيئا من كافور فإذا فرغتن فآذنني فلما فرغنا (فرغن) آذناه.

الفتاوى الهندية - (۱ / ۱۵۸):

والغسل بالماء الحار أفضل عندنا، كذا في المحيط، ويغلى الماء بالسدر أو بالحرض فإن لم يكن فالماء القراح، كذا في الهداية.

(۲)۔۔۔کتبہ لگانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسے میت کے سرہانے کی طرف لگایا جائے۔کچھ فاصلے سے لگانے کی کہیں صراحت نہیں مل سکی۔

واضح رہے کہ فقہ کی عمومی عبارات میں جو کتبہ لگانے کو مکروہ کہا گیا ہے اس سے مراد وہ کتبے ہیں جس پر اشعار یا قرآن کریم کی آیات لکھا گیا ہو، کیونکہ اس میں آیات قرآنیہ کی اہانت اور شعر و اشعار اور مدح وستائش میں ریا کا خدشہ ہوتا ہے، البتہ اگر آپ کا منشا (بعض کتب) سے مذکورہ صورت کے علاوہ کوئی اور ہے تو متعلقہ عبارات حوالہ کے ساتھ ارسال فرما کر اس کے متعلق جواب معلوم کر سکتے ہیں۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) - (۲ / ۲۳۸)

...ويتقوى بما أخرجه أبو داود بإسناد جيد «أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - حمل حجرا فوضعها عند رأس عثمان بن مظعون وقال: أتعلم بها قبر أخي وأدفن إليه من تاب من أهلي» فإن الكتابة طريق إلى تعرف القبر بها، نعم يظهر أن محل هذا الإجماع العملي على الرخصة فيها ما إذا كانت الحاجة داعية إليه في الجملة كما أشار إليه في المحيط بقوله وإن احتيج إلى الكتابة، حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن فلا بأس به. فأما الكتابة بغير عذر فلا اهـ حتى إنه يكره كتابة شيء عليه من القرآن أو الشعر أو إطراء مدح له ونحو ذلك حلية ملخصا.

(۳)۔۔۔۔قبر کی اونچائی اکثر فقہاء کے نزدیک ایک بالشت تک یا کچھ زائد بلند ہونی چاہئے اور ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ ہے۔

آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کی شکل اور ہیئت اونٹ کے کوہان کے مشابہ ہے۔احکام میّت (ص:۷۹)

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) - (۲ / ۲۳۷)

(قوله: قدر شبر) أو أكثر شيئا قليلا بدائع.

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

البحر الرائق شرح كنز الدقائق - (٢ / ٢٠٩):

(قوله ويسنم القبر، ولا يربع) ؛ لأنه «- عليه الصلاة والسلام - نهى عن تربيع القبور» ومن شاهد قبر النبي - عليه الصلاة والسلام - أخبر أنه مسنم في المغرب قبر مسنم مرتفع غير مسطح **ويسنم قدر شبر وقيل قدر أربع أصـــابع، وما ورد في الصـــحيح من حديث علي «أن لا أدع قبرا مشـــرفا إلا ســـويته» فمحمول على مـــا زاد على التســـنيم** وصـــرح في الظهيريـــة بوجوب التســـنيم، وفي المجتبى .... والله سبحانه وتعالي أعلم بالصواب.

باستحبابه....................

احسان اللہ صادقی

(عفااللہ عنہ)

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۸/صفر/۱۴۳۹ھ

۱۸/اکتوبر/۲۰۱۸ء

الجواب صحیح

مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۸/صفر/۱۴۳۹ھ

۱۸/اکتوبر/۲۰۱۸ء

الجواب صحیح

الجواب صحیح

دارالافتاء

فتویٰ نمبر ٩٢/٢٠١٩

مورخہ ١٤٤٠/٢/١٨

٢٠١٨/١٠/٢٨